THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.2, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

تحدید نسل اور اسلام قرآن وحدیث کی روشنی میں، ایک تحقیقی جائزہ

FAMILY PLANNING AND ISLAM IN THE LIGHT OF THE QURAN AND SUNNAH, A RESEARCH STUDY

Asma Begum
M.Phil Research Scholar in Islamic Studies Abdul Wali Khan University Mardan
Email: arhamjaan0319@gmail.com
Dr. Muhammad Naeem
Assistant Professor in Islamic Studies Abdul Wali Khan University Mardan
Email: drnaeem@awkum.edu.pk
Dr. Abad Ur Rehman
Assistant Professor in Islamic Studies University of Chitral
Email: abad.rahman@uoch.edu.pk

Abstract

This research article examines the issue of population control and family planning in the light of the Holy Qur'an and the Sunnah of Prophet Muhammad (peace be upon him). The study critically analyzes the ideological foundations of birth control movements and evaluates their compatibility with Islamic teachings. It highlights that Islam regards children as a blessing from Allah Almighty and considers Him the sole Provider of sustenance; therefore, fear of poverty and economic hardship cannot be considered sufficient grounds for permanently restricting childbirth. The research further explores the objectives of marriage, the importance of procreation, and the Prophetic encouragement of increasing the Muslim population. By examining relevant Qur'anic verses, Prophetic traditions, and the opinions of classical Muslim scholars, the study concludes that permanent population control without a valid Sharīʿah justification is inconsistent with Islamic principles. However, temporary family planning measures may be permissible under specific circumstances and genuine necessities. The article aims to present a balanced and comprehensive understanding of the Islamic perspective on population control and family planning in contemporary society.

Keywords:

Islam, Population Control, Family Planning, Birth Control, Qur'an, Hadith, Islamic Jurisprudence.

تمہید

تحریک ضبط تولید اپنے جگہ پر ایک فتنہ اور مصیبت ہے۔ لیکن اس سے بڑا فتنہ اور خرابی یہ ہے کہ یہ ملک مسلمانوں کا ہے اور اس ملک کا ارباب اقتدار لوگ بھی اسلام کا دعوی کرتا ہے۔ تو اس وجہ سے یہ لوگ بہت زور وشور سے یہ دعوی کرتا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی نہ صرف یہ کہ اسلامی شریعت کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو خود اسلامی شریعت کا عین تقاضا ہے اس دعوے کو عوام سے منوانے کی عرض سے بعض خریدے ہوئے اور مغرب زدہ مولویوں کے ذریعے اس کے جواز کو ثابت کرنے کے لئے رسالے اور کتابچے شائع کیے جاتے ہیں اور ان میں بعض آیات اور احادیث کی غلط تاویل اور تحریف کی جاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں یہ رسالے اور کتابچے بعض نادان مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور انہیں دھوکے میں ڈال دیتے ہیں۔ لہذا اس وجہ سے اور بھی زیادہ ضرورت پیدا ہوگئی ہے۔ کہ اس موضوع پر قرآن وسنت کی روشنی میں بات کی جائے۔ تاکہ کم علم اور سادہ لوح مسلمان کسی کے دھوکے میں نہ آئیں اور شریعت کے واضح احکام اور درست راستے کو پہچان سکیں۔ [1]

ضبط تولید یعنی خاندانی منصوبہ بندی کے تین مقامات ہیں۔

پہلا نمبر: اعتقادی محرک

دوسرا نمبر: عملی مقصد

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

تیسرا نمبر: مرتب کردہ نتائج

وہ تین مقامات اور مراحل مندرجہ ذیل ہیں۔

تحریک تحدید نسل کا محرک عقیدہ اور اسلام کے ساتھ تصادم

ضبط تولید کے محرکات پر غور کرنے کے بعد یہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے اس تحریک کی بنیاد رکھی ہے۔ تو وہ لوگ نہ اللہ تعالیٰ کے وجود کما حقہ کے قائل ہے اور نہ یہ مانتے ہیں۔ کہ انسانی زندگی دنیا میں فانی اور عارضی ہے۔ اور ایک ایسا وقت آنے والے والا ہے۔ اور ایک نئی زندگی عقلمند لوگوں کو دیا جائے گا۔ اور وہی زندگی ہیشگی والی زندگی ہوگی۔ جو جنت اور جھنم میں تقسیم ہوگی۔ اور نہ یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں۔ کہ یہ دنیا ایک وھوکہ دینے والا جال ہے۔ اور انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ اور انسان سے جواب طلبی صرف اُن شریعتوں کی ہوگی۔ جو انبیائے کرام کے ذریعے ہم تک پہنچتی ہیں اور رزق دینا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے تو یہ بات ضبط تولید کے بنیادی محرکات سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ زمین پر انسان کی رہن سہن کا حصہ محدود اور متناہی ہے اور انسانی نسل افزائش غیر محدود اور لامتناہی ہے۔ تو اگر نسل انسانی کی افزائش پر کوئی حد اور پابندی نہیں لگائی۔ تو ایک ایسا وقت آنے والا ہیں۔ کہ بنی آدم پر یہ زمین تنگ ہو جائی گی ۔اور جتنے بھی وسائل رزق اس زمین پر موجود ہے تو وہ انسانی زندگی کے لیے کافی نہیں ہوگی۔

لیکن یہ عقیدہ سراسر غلط ہے۔ جو قرآن مجید اور احادیث کے قطعی نصوص کے مخالف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کے لیے خالق اور رازق ذات موجود ہے۔ جو لوگوں کی اصلاح وتربیت کا ذمہ دار ہے اور غائبانہ طور پر رزق تقسیم کرنے والا ذات موجود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی علم انسان کی زندگی کے ہر ہر گوشے اور اس کے دل کے چھپے ہوئے جذبات پر محیط ہے۔ اور انسانی تربیت کی ضروریات کو پورا کرنے پر تن تنہا قادر ہے۔ اور انسان اس دنیا میں ایک محدود وقت اور ایک خاص مقصد کے لیے آیا ہوا ہے۔ یہ باتیں اگرچہ افواہوں پر مبنی ہیں۔ اور ہر انسان کے لیے بحیثیت مسلمان بنیادی عقائد ہے۔ لیکن پھر بھی یہ مناسب ہے۔ کہ قران مجید اور احادیث مبارکہ کو دلائل کے طور پر پیش کیا جائے۔[2]

قرآنی دلائل:

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗۚ [3]"

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلائیں۔

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعۡبُدُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُمۡ وَٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ[4]"

ترجمہ: اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔

"هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي ٱلۡأَرۡضِ جَمِيعٗا ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰٓ إِلَى ٱلسَّمَآءِ فَسَوَّىٰهُنَّ سَبۡعَ سَمَٰوَٰتٖۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٞ[5]"

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لیے پیدا کیا ہے، پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو انہیں سات آسمان بنایا، اور وہ ہر چیز جانتا ہے۔

"قُلۡ أَغَيۡرَ ٱللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيّٗا فَاطِرِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَهُوَ يُطۡعِمُ وَلَا يُطۡعَمُۗ قُلۡ إِنِّيٓ أُمِرۡتُ أَنۡ أَكُونَ أَوَّلَ مَنۡ أَسۡلَمَۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ[6]"

ترجمہ: کہہ دو کیا میں اس اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا مددگار بناؤں جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اسے کوئی نہیں کھلاتا، کہہ دو مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے اس کا فرمانبردار ہو جاؤں، اور تو ہرگز مشرکوں میں شامل نہ ہو۔

انسان بلکہ ہر جاندار کے رزق کا انتظام کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا مِن دَآبَّةٖ فِي ٱلۡأَرۡضِ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ رِزۡقُهَا وَيَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَمُسۡتَوۡدَعَهَاۚ كُلّٞ فِي كِتَٰبٖ مُّبِينٖ[7]"

ترجمہ: اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی روزی اللہ پر ہے اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں وہ سونپا جاتا ہے، سب کچھ واضح کتاب میں ہے۔

"قُلۡ مَن يَرۡزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِ أَمَّن يَمۡلِكُ ٱلسَّمۡعَ وَٱلۡأَبۡصَٰرَ وَمَن يُخۡرِجُ ٱلۡحَيَّ مِنَ ٱلۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ ٱلۡمَيِّتَ مِنَ ٱلۡحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلۡأَمۡرَۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُۚ فَقُلۡ أَفَلَا تَتَّقُونَ[8] "

ترجمہ: پوچھو، کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے؟ یا کون ہے جو سنتا اور دیکھتا ہے؟ اور کون ہے جو مردہ میں سے زندہ کو اور زندہ میں سے مردے کو نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو سب کاموں کا انتظام کرتا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ۔ پھر کہو: کیا پھر تم (اللہ سے) نہیں ڈرتے؟

"وَٱلۡأَنۡعَٰمَ خَلَقَهَاۗ لَكُمۡ فِيهَا دِفۡءٞ وَمَنَٰفِعُ وَمِنۡهَا تَأۡكُلُونَ" سورۃالنحل:5

ترجمہ: اور تمہارے واسطے چارپایوں کو بھی اس نے بنایا، ان میں تمہارے لیے جاڑے کا بھی سامان ہے اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے کھاتے بھی ہو

"وَلَكُمۡ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسۡرَحُونَ" سورۃالنحل:06

ترجمہ: اور تمہارے لیے ان میں زینت بھی ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب چرانے لے جاتے ہو۔

"هُوَ ٱلَّذِيٓ أَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءٗۖ لَّكُم مِّنۡهُ شَرَابٞ وَمِنۡهُ شَجَرٞ فِيهِ تُسِيمُونَ"

وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی نازل کیا، اس میں سے پیتے ہو اور اس سے درخت ہوتے ہیں جن میں چراتے ہو۔

رزق تقسیم کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے

مقصد یہ ہے رزق کے خزانے صرف اللہ جل شانہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور حکمت کے تقاضوں کے مطابق کسی کو زیادہ رزق عطا کرتا ہے کسی کو کم رزق دیتا ہے کسی کو زیادہ دیتا ہے یا کسی کو کم، اس کا مطلب یہ نہیں کہ رزق کی زیادتی یا کمی کسی انسان کی اچھی تدبیر یا بری تدبیر، یا زیادہ محنت یا کم محنت کی بنیاد پر ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

" أَهُمۡ يَقۡسِمُونَ رَحۡمَتَ رَبِّكَۚ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُم مَّعِيشَتَهُمۡ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَاۚ وَرَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٖ دَرَجَٰتٖ لِّيَتَّخِذَ بَعۡضُهُم بَعۡضٗا سُخۡرِيّٗاۗ وَرَحۡمَتُ رَبِّكَ خَيۡرٞ مِّمَّا يَجۡمَعُونَ[9]"

ترجمہ: کیا وہ آپ کے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں، ان کی روزی تو ہم نے ان کے درمیان دنیا کی زندگی میں تقسیم کی ہے، اور ہم نے بعض کے بعض پر درجے بلند کیے تا کہ ایک دوسرے کو محکوم بنا کر رکھے، اور آپ کے رب کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

"لَهُۥ مَقَالِيدُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۖ يَبۡسُطُ ٱلرِّزۡقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقۡدِرُۚ إِنَّهُۥ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٞ[10]"

ترجمہ: اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں، روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کر دیتا ہے، بے شک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

"ٱللَّهُ يَبۡسُطُ ٱلرِّزۡقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقۡدِرُۚ وَفَرِحُواْ بِٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَمَا ٱلۡحَيَوٰةُ ٱلدُّنۡيَا فِي ٱلۡأٓخِرَةِ إِلَّا مَتَٰعٞ [11]"

ترجمہ: اللہ ہی جس کے لیے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے، اور دنیا کی زندگی پر خوش ہیں، اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں کچھ نہیں مگر تھوڑا سا اسباب۔

انسانی زندگی کا مقصد

انسان دنیا میں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کے لیے آیا ہوا ہے۔ اور انسان کا نصب العین اور مقصد حیات صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی اور معرفت اور اللہ جل شانہ کی دین کو پھیلانا ہے۔ باقی کام صرف وسائل اور مبادی ہے۔ اور اسی مقصد اصلی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

"وَمَا خَلَقۡتُ ٱلۡجِنَّ وَٱلۡإِنسَ إِلَّا لِيَعۡبُدُونِ مَآ أُرِيدُ مِنۡهُم مِّن رِّزۡقٖ وَمَآ أُرِيدُ أَن يُطۡعِمُونِ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلرَّزَّاقُ ذُو ٱلۡقُوَّةِ ٱلۡمَتِينُ[12]"

اور میں نے جن اور انسان کو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لیے۔ میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بے شک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔

"وَأۡمُرۡ أَهۡلَكَ بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱصۡطَبِرۡ عَلَيۡهَاۖ لَا نَسۡـَٔلُكَ رِزۡقٗاۖ نَّحۡنُ نَرۡزُقُكَۗ وَٱلۡعَٰقِبَةُ لِلتَّقۡوَىٰ[13]"

اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہو، ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے، ہم تجھے روزی دیتے ہیں، اور پرہیز گاری کا انجام اچھا ہے۔

"قُلۡنَا ٱهۡبِطُواْ مِنۡهَا جَمِيعٗاۖ فَإِمَّا يَأۡتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدٗى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ وَكَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَآ أُوْلَٰٓئِكَ أَصۡحَٰبُ ٱلنَّارِۖ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ[14]"

ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے نیچے اتر جاؤ، پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے پس جو میری ہدایت پر چلیں گے ان پر نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہی دوزخی ہوں گے، جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

"وَهُوَ ٱلَّذِي جَعَلَكُمۡ خَلَٰٓئِفَ ٱلۡأَرۡضِ وَرَفَعَ بَعۡضَكُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٖ دَرَجَٰتٖ لِّيَبۡلُوَكُمۡ فِي مَآ ءَاتَىٰكُمۡۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ ٱلۡعِقَابِ وَإِنَّهُۥ لَغَفُورٞ رَّحِيمُۢ[15]"

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.2, 2026

اس نے تمہیں زمین میں نائب بنایا ہے اور بعض کے بعض پر درجے بلند کر دیئے ہیں تاکہ تمہیں آزمائے اس میں جو اس نے تمہیں دیا ہے، بے شک البتہ تیرا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

"إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى ٱلْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا[16] "

جو کچھ زمین پر ہے بے شک ہم نے اسے زمین کی زینت بنادیا ہے تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں کون اچھے کام کرتا ہے۔

پس واضح ہو جاتا ہے کہ ہر چیز کا خالق و رازق اور مربی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور انسانی زندگی دنیا میں ایک ابتلاء اور آزمائش ہے۔ اور ایک خاص مقرر مدت تک ہے۔ دنیا کا یہ موجودہ نظام ختم ہونے والا اور پھر ایک نیا نظام شروع ہونے والا ہے۔ جس میں انسان سے اس کے عقیدے، عمل اور جواب ہی طلب کی جائے گا۔ اور اس کے نیک عمل اور بد عمل کا بدلہ دیا جائے گا۔ پس انسان کی ذمہ داری اپنے خالق کی عبادت اور بندگی کے بعد یہ ہے۔ کہ وہ شریعت کے حدود کے اندر اپنے رزق کو پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور تحصیل رزق کے لیے ہر وہ ذریعہ اختیار کریں گا۔ جو اصول اسلامی معیشت اس کی اجازت دیں۔ اور اللہ جل شانہ پر کامل بھروسہ اور یقین رکھے کہ حقیقی رازق اور مربی صرف ذات باری تعالیٰ ہے۔

تحریک ضبط تولید کا عملی مقصد اور اس کا اسلام سے تصادم اور مزاحمت

ضبط تولید کا عملی مقصد نسل انسانی کی روک تھام اور بنی آدم کا سلسلہ کم اور محدود کرنا ہے۔

اگر نسل انسانی کی زیادتی اس طرح آزاد چھوڑ دیا جائے۔ تو نسل انسانی کی کثرت آنے والے زمانے میں اس حد تک بڑھ جائیگی کہ زمین میں اس کے لیے کچھ جگہیں نہ ہوں۔ اور نہ روزی تک کا بندوبست ہو گا کیونکہ انسان کے رہن سہن کا حصہ محدود ہے۔ اور رزق کے ذرائع اور وسائل بھی متناہی ہے اور ایک خاص اندازے تک مقرر ہے۔ تو ظاہری سی بات ہے کہ یہ مقصد سراسر بہت سی وجوہات کے بناپر اسلام کے مزاحم اور متصادم ہے۔

وجہ اول:

اول وجہ یہ ہے کہ یہ خوف و خطرہ زمانہ قدیم (جاہلیت کے دور) سے ناخداپرست مشرکوں کے ساتھ پیدا ہوا اور انھوں نے اس کے بچاؤ کے غرض سے انسدادی تدابیر اختیار کرلی۔ لیکن جب اسلام آیا تو اس نے زمانہ جاہلیت کے یہ انسدادی تدابیر اور اس کے مبنی علی خوف وخطرے کو بالکل ختم کر دیا۔ اور فرق زمانہ جاہلیت قدیم کے دور میں اور جدید میں یہ ہے۔ کہ جاہلیت کے دور میں انھوں نے اس خطرے سے بچاؤ کے لیے قتل اولاد اور اسقاط حمل تدابیر اختیار کرلی۔

اور جاہلیت جدیدہ (موجودہ دور) کے قائدینوں نے مانع حمل کے لیے ایسی دوائیاں ایجاد کر دی ہیں۔ چونکہ طریقہ صرف یہ تھا کہ اس وقت کے مشرکوں نے اس وقت تحدید نسل کے لیے قتل اولاد کا طریقہ اختیار کر لیا تھا۔ تو اس وجہ سے قران مجید اور احادیث ظاہری اور صریحی طور سے اس تدبیر اور عمل کو اور اس کے مبنیٰ علیہ کے رد میں وادر احادیث اور نئے ایجادات کے تدابیر کی رد اشارۃ اور دلالۃ دونوں طریقوں سے معلوم ہوتے ہیں۔

فقر وفاقے کے خوف کی وجہ سے قتل اولاد کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَلَا تَقْتُلُوٓا۟ أَوْلَٰدَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَٰقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْـًٔا كَبِيرًا[17]"

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا۔ (کیونکہ) ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے۔

"قال الإمام الرازي أن قتل الأولاد إن كان لخوف الفقر فهو سوء ظن بالله وإن كان لأجل الغيرة على البنات فهو سعي في تخريب العالم فالأول ضد التعظيم لأمر الله تعالى والثاني: ضد الشفقة على خلق الله تعالى وكلاهما مذموم". والله أعلم.

"و ايضاً قال العرب كانوا يقتلون البنات لعجز البنات عن الكسب وقدرة البنين عليه/ بسبب إقدامهم على النهب والغارة وأيضا كانوا يخافون أن فقرها ينفر كفأها عن الرغبة فيها فيحتاجون إلى إنكاحها من غير الأكفاء وفي ذلك عار شديد فقال تعالى: ولا تقتلوا أولادكم وهذا لفظ عام للذكور والإناث والمعنى: أن الموجب للرحمة والشفقة هو كونه ولدا وهذا المعنى وصف مشترك بين الذكور وبين الإناث وأما ما يخاف من الفقر من البنات فقد يخاف مثله في الذكور في حال الصغر وقد يخاف أيضا في العاجزين من البنين.ثم قال تعالى: نحن نرزقهم وإياكم يعني الأرزاق بيد الله تعالى فكما أنه تعالى فتح أبواب الرزق على الرجال فكذلك يفتح أبواب الرزق على النساء[18]"

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اولاد کو قتل کرنا فقر (غربت) کے خوف کی بناپر ہو تو یہ اللہ تعالیٰ پر بدگمانی ہے۔ اور اگر یہ قتل اس لیے ہو کہ بیٹی کی ولادت باعث عار و ذلت ہے تو یہ دنیا کو تباہ و برباد کرنے کے مترادف ہے۔

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

توپہلا کام اللہ تعالیٰ کے امر (حکم) کی تعظیم کے خلاف ہے۔اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت ورحمت کے منافی ہے۔اور اللہ تعالی کے ہاں دونوں باتوں کو مذموم قرار دیا گیا۔اور اسی طرح عرب بیٹوں کو اس لئے قتل کرتے تھے کہ بیٹیاں کمائی کا ذریعہ نہیں بنتی اور بیٹوں (لڑکوں) کو اس لئے پسند کرتے۔کہ وہ کمائی وغیرہ کر سکتے تھے۔اور ڈاکے اور لوٹ مار کرتے تھے۔اور اسی طرح عرب اس بات سے بھی ڈرتے تھے کہ چونکہ عورت ذات بے ضرر ہوتے ہیں۔تو ہم جنس اس سے نکاح نہیں کریں گا۔تو ضرور غیر کف میں اس کی شادی ہو جائے گا۔اور یہ بڑی شرم کی بات ہے۔تو اللہ جل شانہ نے اس آیت کریمہ کی رو سے ان لوگوں پر در کر دیا گیا ہے نحن نرزقهم وإياكم اور فرمایا!کہ رزق صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے۔جس طرح رزق کے دروازے نرینہ اولاد کے لیے ہے۔تو اسی طرح اللہ جل شانہ عورت ذات کو بھی عطا کرتا ہے۔

"قال ابن كثير رحمه الله تعالي وكان أهل الجاهلية لا يورثون البنات بل كان أحدهم ربما قتل ابنته لئلا تكثر عيلته فنهى الله تعالى عن ذلك وقال: ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق أي خوف أن تفتقروا في ثاني حال[19]"

ابن کثیر اللہ نے فرمایا۔کہ مشرکین لوگ عورتوں کو میراث میں حصہ نہیں دیتے تھے۔بلکہ ان میں سے کوئی اپنی بیٹی کو صرف اس لیے قتل کر دیتا تھا۔کہ وہ (بعد میں) اس کے اخراجات میں اضافہ نہ کرے۔اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔اور ارشاد فرمایا۔

"ولا تقتلو اولادكم خشية املاق" اپنی اولاد کو قتل نہ کروں ہم تمہیں اور انہیں رزق دیتے ہیں۔یعنی غربت کے خوف سے قتل نہ کروں تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اس عمل سے منع کیا تھا۔

وقال الألوسي" نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ضمان لرزقهم وتعليل للنهي المذكور بإبطال موجبه في زعمهم أي نحن نرزقهم لا أنتم فلا تخافوا الفقر بناء على علمكم بعجزهم عن تحصيل رزقهم[20]"

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان" نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ "کے بارے میں فرمایا۔کہ اس آیت کریمہ میں ان کے رزق کا ذکر پہلے لانا اور ان کے خیال میں اس (اولاد کے قتل) کے جواز کی بنیاد کو باطل کرنا مقصود ہے۔یعنی ہم ان کو رزق دیتے ہیں تم نہیں۔لہذا اپنی کمزوری کی وجہ سے ان کے رزق کی فراہمی کا خوف نہ کروں۔

"نهاهم الله سبحانه عن أن يقتلوا أولادهم خشية الفقر وقد كانوا يفعلون ذلك ثم بين لهم أن خوفهم من الفقر حتى يبلغوا بسبب ذلك إلى قتل الأولاد لا وجه له فإن الله سبحانه هو الرازق لعباده يرزق الأبناء كما يرزق الآباء فقال نحن نرزقهم وإياكم ولستم لهم برازقين حتى تصنعوا بهم هذا الصنع[21]"

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو فقر اور بھوک کے خوف سے قتل کریں۔اور یہ ان کا عمومی طور پر عمل تھا۔پھر ان کے لیے واضح کیا کہ فقر اس حد تک نہیں پہنچتا کہ انسان اولاد کو قتل کر ڈالے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اولاد کو بھی رزق دیتا ہے اور والدین کو بھی۔اور اس نے رزق کی ضمانت لی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد پاک ہے۔(نحن نرزقهم واياكم)ہم تمھیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔

"نحن نرزقهم أي نحن المختصون بإعطاء رزقهم في الصغر والكبر[22]"

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رزق صرف ہم دیتے ہیں چھوٹوں کو بھی (بچپن کی حالت) اور بڑوں کو بھی۔

دوسری وجہ

دوسرا وجہ یہ ہے کہ عورت اور مرد کی ازدواجی زندگی اور ان کے مابین نکاح کا اصلی مقصد اور غرض صرف نسل انسانی کی حفاظت اور بقاء ہے۔اور بالخصوص امت محمدیہ کی کثرت ہے نہ کہ شہوت کا پورا کرنا مراد ہے۔توجب نکاح کا اصل مقصد نسل انسانی کی افزائش ہے۔تو پھر نسل انسانی کی افزئش پر پابندی اور تحریہ لگانا حقیقت میں تغیر خلق اللہ اور شریعت کو تبدیل کرنا ہے۔اور اس پر قرآن مجید اور کئی احادیث مبارکہ شاہد ہے۔

قرآنی دلائل

"نِسَآؤُكُمۡ حَرۡثٞ لَّكُمۡ فَأۡتُواْ حَرۡثَكُمۡ أَنَّىٰ شِئۡتُمۡۖ وَقَدِّمُواْ لِأَنفُسِكُمۡۚ[23]"

ترجمہ: تمھاری عورتیں تمھاری کھیتی ہیں تو اپنے کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ اور اپنے لئے نیک عمل آگے بھیجو۔(مقصد یہ کہ مباشرت کا مقصد صرف طلب ولد ہو گا نہ کہ شہوت)

"نساؤكم حرث لكم جار مجرى التنبيه على سبب إباحة الوطء كأنه قيل: هؤلاء النسوان إنما حكم الشرع بإباحة وطئهن لكم لأجل أنهن حرث لكم أي بسبب أنه يتولد الولد منها ثم قال بعده: فأتوا حرثكم أنى شئتم أي لما كان السبب في إباحة وطئها لكم حصول الحرث فأتوا حرثكم ولا تأتوا غير موضع الحرث[24]"

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ تنبیہ ہے سبب اباحت اپنے بیویوں کے ساتھ ایک ہونے کی، گویا کہ اس طرح کہہ دیا جاتا کہ عورتوں کے ساتھ تمھارے لئے وطی کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ یہ تمھارے لئے بمثل کھیتی ہے۔ تو جب سبب اباحت کی وجہ سے وطی مقصد حصول اولاد ہے۔ تو پھر تم پر لازم ہے کہ تم اس محل کی طرف رجوع کروں یعنی (وطی فی القبل) جو جائز ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسرے محل میں وطی کرنا جائز نہیں ہے۔

"جَعَلَ لَكُم مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ أَزۡوَٰجٗا وَمِنَ ٱلۡأَنۡعَٰمِ أَزۡوَٰجٗا يَذۡرَؤُكُمۡ فِيهِۚ[25]"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی نے تمھارے لئے تمھاری جنس کے جوڑے بنائے اور چارپایوں کے بھی جوڑے (بنائے) اور اس طریق پر تم پھیلاتا رہتا ہے۔

"فَٱلۡـَٰٔنَ بَٰشِرُوهُنَّ وَٱبۡتَغُواْ مَا كَتَبَ ٱللَّهُ لَكُمۡۚ[26] "

ترجمہ: اب (تم کو اختیار ہے کہ) ان سے مباشرت کرو۔ اور اللہ نے جو چیز تمھارے لئے لکھ رکھی ہے۔ یعنی اولاد (اس کو اللہ تعالیٰ سے طلب کروں)

"وابتغوا ما كتب الله لكم من الولد بالمباشرة أي لا تباشروا لقضاء الشهوة وحدها ولكن لابتغاء ما وضع الله له النكاح من التناسل قال عليه السلام: تناكحوا تناسلوا تكثروا [27]"

امام رازیؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے جو اولاد لکھی ہے اسے مباشرت (یعنی ازدواجی تعلق) کے ذریعے حاصل کروں۔ نہ کہ صرف خواہش نفسانی یا شہوت اور قضائے حاجت کی نیت سے، بلکہ نکاح کا مقصد اولاد پیدا کرنا ہونا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نکاح کروں، نسل بڑھاو۔ کیونکہ میں (قیامت کے دن) تمھارے کثرت پر دوسروں امتوں کے مقابلے میں فخر کروں گا۔

أي: "ابتغوا بمباشرة نسائكم حصول ما هو معظم المقصود من النكاح وهو حصول النسل[28]"

امام شوکانیؒ نے فرمایا: یعنی تم اپنی عورتوں کے ساتھ مباشرت سے وہ چیز حاصل کروں جو نکاح کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ اور وہ نسل کا حاصل ہونا ہے۔

احادیث سے ثبوت:

نکاح کی ترغیب میں جتنی بھی احادیث وادر ہوئی ہے۔ وہ سب اثبات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ مرد اور عورت کے درمیان نکاح کرنا اور ان کے درمیان مجامعت اور ازدواجی زندگی کا اصل مقصد نسل انسانی کی حفاظت اور بقائے امت محمدیہ ﷺ کی کثرت ہے۔

"عن سعيد بن جبير قال:قال لي ابن عباس: هل تزوجت قلت: لا قال: فتزوج فأن خير هذه الأمة أكثرها نساء[29]"

سعید ابن جبیرؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن عباسؓ نے کہا کیا تم نے شادی کرلی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا تو شادی کرلو کیونکہ اس امت کی بہترین عورتیں وہ ہیں جو زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوں۔

"عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ جَمَالٍ وَحَسَبٍ وَإِنَّهَا لاَ تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا قَالَ: لاَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ.[30]"

"حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں نے ایک عورت کو پسند کیا ہے جو حسن و جمال اور حسب ونسب رکھتی ہے۔ لیکن وہ بچہ نہیں جنتی یعنی (بانجھ ہے)، تو کیا میں اس سے نکاح کرلوں؟ رسول اللہ نے فرمایا: نہیں۔ پھر وہ شخص دوسری بار آیا، رسول اللہ نے پھر منع فرمادیا، پھر تیسری مرتبہ آیا، تو رسول اللہ نے فرمایا: تم بچے جننے والی اور محبت کرنے والی عورتوں سے نکاح کروں، کیونکہ میں قیامت کے دن تمھاری (امت کی) کثرت پر فخر کروں گا

-

"عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: انكحوا فإني مكاثر بكم[31]"

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا شادی کروں، کیونکہ میں قیامت کے دن تمھاری کثرت پر فخر کروں گا۔

"عن أنس بن مالك قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمر بالباءة وينهى عن التبتل نهيا شديدا ويقول: " تزوجوا الودود الولود إني مكاثر الأنبياء يوم القيامة"[32]

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.2, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عورتوں سے نکاح کا حکم فرماتے اور تجرد (یعنی بغیر شادی کے زندگی گزارنے) سے سختی سے منع فرماتے، اور رسول اللہ ﷺ فرماتے: ایسی عورتوں سے نکاح کروں جو زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جنے والی ہو، کیونکہ میں قیامت کے دن تمھاری کثرت پر فخر کروں گا۔

تیسری وجہ

تیسری وجہ یہ ہے کہ بہت سی احادیث مبارکہ اور آثار میں کثرت کے ساتھ بچوں کی پیدائش اور افزائش نسل پر زور دیا گیا ہے جس طرح یہ تمام آحادیث مبارکہ جو اس ضمن میں ذکر ہوئے ہیں۔ سب اس بات پر ولالت کرتا ہے۔ کہ شادی کا اصل مقصد کثرت اولاد ہے۔ اس کے علاوہ کثرت اولاد کے ترغیب اور تشویق پر بہت زیادہ آثار امام غزالیؒ نے ''احیاوالعلوم'' نے اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ غنیہ الطابین میں ذکر کی ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں"وقال ابن المبارك وهو مع إخوانه في الغزو تعلمون عملاً أفضل مما نحن فيه قالوا ما نعلم ذلك قال أنا أعلم قالوا فما هو قال رجل متعفف ذو عائلة قام من الليل فنظر إلى صبيانه نياماً متكشفين فسترهم وغطاهم بثوبه فعمله أفضل مما نحن فيه[33]"۔

عبد اللہ ابن مبارکؒ نے فرمایا کہ "جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سرحد پر جہاد میں مصروف تھے تو فرمایا: کیا تم ایسا عمل جانتے ہو جو اس جہاد سے بہتر ہو جو ہم کر رہے ہیں۔ تو انھوں نے جواب دیا ہم تو ایسا کوئی عمل نہیں جانتے تو عبد اللہ ابن المبارکؒ نے فرمایا۔ ہم جانتے ہیں انہوں نے کہا وہ کیا عمل ہے"۔

فرمایا ایسا شخص جو مفلس (غریب) ہو بال بچے والا ہو، رات کے وقت بیدار ہو۔ اور اپنے سوئے ہوئے بچوں کو دیکھے۔ ان کا کپڑا ہٹا ہو، تو انہیں ڈھانپ دے، اور ان کو اپنے کپڑے سے ڈھانپ دے تو اس آدمی کا عمل اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے سے افضل ہے

"وقال صلى الله عليه وسلم من حسنت صلاته وكثر عياله وقل ماله ولم يغتب المسلمين كان معي في الجنة كهاتين[34]"۔

اور ابن مبارکؒ نے فرمایا: کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے نماز کو خوبصورت بنائے، اور اپنے اہل وعیال (خاندان) کو زیادہ رکھے، مال تھوڑا ہو، اور مسلمانوں کی غیبت نہ کریں، وہ جنت میں میرے ساتھ اس طرح ہو گا جیسے یہ دو انگلیاں ہیں۔

منصوبہ ضبط تولید پر مرتب کردہ نتائج اور اسلام

کثرت زنا اور اخلاقی تباہی

ضبط تولید کے منصوبے پر عمل کرنے سے جو فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا فتنہ زنا کی کثرت ہے۔ اس لیے کہ عورتوں کو زنا سے بچانے والے تین چیزیں ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا خوف، دوسرا عورتوں کی فطری حیا اور تیسری چیز ناجائز اولاد کی پیدائش کا خطرہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا خوف اور حیا تو تقریباً دونوں ختم ہو رہے اس لیے کہ جب بھی انسان ایسے ملک اور ماحول اور معاشرہ میں پلے بڑے کہ جس کا نظام مملکت غیر اسلامی ہو۔ وہاں پر نصاب تعلیم پر قرآن مجید اور آحادیث مبارکہ کی کوئی خاص تنظیم نہ ہو۔ قرآن مجید اور آحادیث مبارکہ کی تعلیم سے لوگ ناواقف ہوں۔ بلکہ وہاں پر قرآنی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی کوئی خاص اہمیت نہ ہو وہاں پر ستر عورت اور پردہ حماقت سمجھی جاتی ہے۔ اور بے پردگی اور عریانی شرافت سمجھی جاتی ہے۔ وہاں پر رقص و سرور کے ارباب اقتدار لوگ اور بڑے بڑے افسر پرائے عورتوں کے ساتھ ڈانس کرتے ہیں۔ اوور وہاں پر فحش لیٹریچر اور فحش تصاویر لی جاتی ہے۔ اور دن ورات ریڈیو سٹیشن سے عشقیہ غزلیں اور گانو کی نشرواشاعت ہوتی ہیں۔ اور وہاں پر اسکولز اور کالجوں میں مخلوط تعلیم نظام ہوتی ہے۔ اور وہاں پر محرمات کے ارتکاب پر کوئی حدود اور زاوجر نہیں ہوتی بلکہ بلا اختیار ان کو زنا کی اجازت دی جاتی ہے۔ اور وہاں پر شراب نوشی اور چکلہ بازی کے لیے لائسنس بنائے جاتے ہیں یعنی وہاں پر ہر قسم کے باطل پرستوں کو مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اور وہاں پر شعائر اسلام کی کھلے عام بے عزتی اور بے حرمتی ہوتی ہے۔ وہاں پر شرعی نکاح اور تعداد ازدواج پر حدود اور قیودات ہوتے ہیں۔ الغرض جب پابندی کی بات ہوتی ہے تو صرف اسلام کی بے حرمتی اور بے عزتی ہو تو صرف اسلامی احکامات پر اور اگر جرم و گناہ ہو تو صرف اسلام پر، تو جب بھی ایک بچہ ایسے ملک اور ایسے معاشرے میں پیدا ہو جائے۔ اور وہاں پر پلے بڑھے، اور ایسے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کر سکے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کو کیسے پہچان لے گا، اور خدا تعالیٰ کی شان و شوکت سے کیسے باخبر ہو گا، اور اس کے دل میں کیسے اللہ تعالیٰ کا خوف اور ترس ہو گا، اور اس کے آنکھوں میں حیاداری کہاں سے آئیگا، تو ایسی عورت کے لیے زنا سے مانع کیا ہو سکتا ہے اور اگر کوئی خطرہ ہو سکتا ہے تو وہ رسوائی و ذلالت کا خطرہ ہے۔ تو جب ایک قوم یا ایک ملک یہ خطرہ بھی دور کریں تو پھر مرد اور عورت ذات کو یہ اعتماد ضرور حاصل ہو تا ہے۔ کہ مرد اور عورت کتنے بھی نا

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.2, 2026

جائز تعلقات بنادیں۔ کتنے بھی زناکاریاں کریں لیکن پھر بھی ناجائز اولاد ہونے کا کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا پس ظاہر ہے۔ کہ ایسے ملک میں زناکاری اور بے حیائی و فحش کاری سیلاب کی طرح احاطہ کردے گا۔[35]

اور اس کے انسداد کے لیے پھر کوئی بھی نہ تدبیر کامیاب نہ ہو سکے گا۔ اور یہ صرف خطرہ نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے۔ کہ جن ملکوں میں ضبط تولید کے منصوبے پر عمل ہو رہے ہیں۔ اور اس کو فروغ دیا گیا ہے۔ تو اس ملک میں زناکاری، بے حیائی اور بداخلاقی ایک سیلاب اور طوفان کی شکل میں اس ملک کا احاطہ کرتے رہتے ہیں۔

چنانچہ سید ابوالاعلی مودودیؒ نے اس کا مفصل نقشہ اپنے کتاب "اسلام اور ضبط ولادت" میں ذکر کی ہے۔ میں نے اس سے ایک مختصر اقتباس نقل کی ہے۔ کہ انگلینڈ اور برطانیہ میں ہر سال 80.000 سے زائد بچے ناجائز طریقے سے پیدا ہوتے ہیں ڈیوسیز ان کانفرس کے رپوٹ کے بنا پر 1946ء میں ہر آٹھ بچوں میں ایک بچہ ناجائز پیدا ہوتا ہے۔ اور ہر سال تقریبا ایک لاکھ عورتیں بغیر نکاح کے حاملہ ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر ازوالڈ شوارز لکھتے ہیں۔ کہ ہر سال اوسطا 80.000 عورتوں کے ہاں ناجائز اولاد پیدا ہوتے ہیں اندازے کے مطابق ہر دس عورتوں میں سے ایک عورت بغیر نکاح کے تعلق قائم رکھتا ہے۔ اس فہرست میں جو عورتیں شامل تھیں۔ ان مین 100 عورتوں میں چالیس 40 عورتوں کی عمر ناجائز اولاد پیدا ہونے کے وقت بیس 20 سال سے کم تھی۔ اور اس سو عورتوں میں تیس 30 عورتوں کی عمر بیس 20 سال اور بیس 20 عورتوں کی عمر 21 سال تھی۔ یہ تعداد اپنے جگہ پر حیران کن اور پریشان حال ہے۔ لیکن ہم کو صرف اتنا جاننا ضروری ہے۔ لیکن ہم کو صرف ان معاملوں کی تعداد و شمار جس میں کچھ نہ کچھ خرابی پائی جاتی تھی، یہ تھی یہ سب ناجائز اولاد ضبط تولید کے منصوبے پر عمل کر کے پیدا ہوئی ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اصل میں زنا کا کیا صورت حال ہو گا۔ یہ تعداد تو صرف ایک معمولی حصے کا تھا۔ ڈاکٹر شوراز کی تحقیقات کی مطابق ہر دس 10 عورتوں میں سے ایک گناہ میں شامل ہیں۔ لیکن تازہ ترین اور موجودہ صورت حال اس سے زیادہ خطرناک دکھائی دیتا ہے۔

جو رپورٹ 1956ء میں شائع ہوا ہے اس میں بتایا گیا۔ کہ 60.000 عورتوں کی متعلق معلومات درج کی ہے۔ کہ ہر تین عورتوں میں سے ایک نے اپنے عصمت فروشی کی ہے۔ حال یہ ہے کہ اسلام میں زنا کفر و شرک کے بعد ایک عظیم اور سنگین جرم ہے۔ بہت زیادہ قرآنی آیات اور احادیث نبویہ زنا کی قباحت پر وارد ہے۔ اور زنا وہ جرم ہے جس کی وجہ سے ایک مسلمان کے لیے خون بہانا مباح بلکہ واجب ہے۔ اور زنا وہ جرم ہے جس کی تمام ذرائع اسلام نے حرام قرار دی۔

تو اس ہلاکت میں پڑنے کہ وجہ سے اللہ جل شانہٗ نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو غض بصر کا حکم دیا ہے۔ یعنی اجنبی مرد اور عورت کو ایک دوسرے کو دیکھنا حرام ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے کے ساتھ بات بھی حرام ہے۔ اور اسی طرح عورتوں کے لیے پردہ کیے بغیر گھر سے نکلنا حرام ہے۔ اور عورتوں کے لیے گھر سے باہر نکلتے ہوئے عطر اور خوشبو لگانا اور غیر محرم کے سامنے گزر جانا حرام ہے۔ یہاں تک کہ فریضہ حج ادا کرنے کے لیے محرم کے بغیر جانا حرام ہے۔ اور اسی طرح عورتوں سے جہاد کا فریضہ ساقط ہو گیا۔ اور اجنبی مرد اور عورت کو تنہائی میں ملنا حرام ہے۔ وغیرہ وغیرہ ان تمام احکامات کا مقصد ہے کہ زنا کی روک تام ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَلَا تَقْرَبُواْ ٱلزِّنَىٰٓۖ إِنَّهُۥ كَانَ فَٰحِشَةً وَسَآءَ سَبِيلًا36"

ترجمہ: اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

"عن عبد الله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يدخل الجنة ولد زانية37 "

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا زناکار آدمی کی اولاد جنت میں داخل نہیں ہوگے۔

"عن عثمان قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا يحل دم امرئ مسلم إلا بإحدى ثلاث: بكفر بعد إيمان أو بزنا بعد إحصان أو بقتل نفس بغير نفس فيقتل38"

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا۔ کسی کا خون جائز نہیں مگر تین صورتوں میں۔

ایمان کے بعد کفر اختیار کرے، شادی شدہ ہو کر زنا کرے اور کسی کو قتل کرے۔

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:" لا يخلون رجل بامرأة إلاكان ثالثهما الشيطان[39]"

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ کوئی مرد نامحرم عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کریں مگر یہ کہ اُن کا تیسرا ساتھی شیطان ہوتا ہے۔

خبیث امراض کی بڑھتی ہوئی شرح

ضبط تولید کے منصوبے پر عمل کرنے سے جس طرح زناکاری، بے حیائی اور بداخلاقی پیدا ہوتی ہے اسی طرح اس سے مُہلک بیماریوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ جسے کہ آتشک (یہ ایک مہلک جنسی منتقل ہونے والی بیماری ہے جیسے سیفلس (Syphilis) بھی کہا جاتا ہے) سوزاک جیسے انگریزی میں Gmorrhea کہتے ہیں یہ بھی جنسی طور منتقل ہونے والی ایک متعدی بیماری ہے۔ اور جریان (منی یا مذی کا ارادی طور پر بار بار خارج ہونا وغیرہ جیسے بیماریاں پیدا ہوتی ہے اور اس بات پر تجربہ شاہد ہے کہ جن لوگوں نے مادۃ الحیوۃ (یعنی نطفہ) کی بے قدری کی ہے اور ناجائز طریقے سے شہوت پورے کرتے ہیں تو وہ ضرور ان بیماریوں میں مبتلا ہوگا۔ جس کا علاج کرانا ناممکن ہوتا ہے۔ اہم وجہ یہ ہے کہ جن ملکوں میں یہ تحریک لوگوں کی معمول بن چکا ہے۔ تو وہاں پر ایسے ہی امراض پیدا ہوتے ہیں۔

مولانا ابوالاعلی مودودیؒ فرماتے ہیں کہ: جنسی اآزادی کی وجہ سے ایسے قسم کے امراض میں برابر ااضافہ ہوتا چلا آرہا ہے۔ اور بہترین علاج کے بندوبست کے بعد بھی قومی صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں اگر ہم صرف آتشک کی بیماری لے تو امریکہ کی ایک سرجن کے قول کے مطابق یہ خبیث مرض فالج کے مقابلے میں دس فیصد سے زیادہ نقصان دے سکتا ہے۔ ہر چار آدمیوں میں سے ایک بلاواسطہ یا بلواسطہ اس بیماری سے ہلاک ہوسکتے ہیں۔ برطانیہ کے بڑے شہروں میں مثلا لندن، برطانیہ، لورپور وغیرہ میں اس امراض میں سے زیادہ سے زیادہ اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے اس مہلک جراثیم کو ختم کرنے کے لیے انھوں نے نئے دوایوں کو استعمال کرکے کچھ وقت کے لیے ان امراض میں کمی پائی، تو بالاخر وہ بھی ناکامی کا شکار ہوگی۔

1956ء سے 1959ء تک اس چار سال میں اس امراض خبیثہ میں مبتلا لوگوں کی تعداسو میں بیس تھے۔ پھر 1959ء میں صرف سوزاک بیماری مین مبتلا لوگ 31 اکتیس تھے۔ اور یہ تعداد صرف ان مریضوں کی ہے۔ جو مخصوص اداروں میں علاج کے لیے آئے تھے اور ان میں سے وہ لوگ شامل نہیں ہے جو عام ڈاکٹر یا پرائیوٹ ڈاکٹر یا انہوں نے سرے علاج ہی نہیں کیا ہے۔ اور سب سے اہم بات یہ تھی کہ اس مرض خبیثہ میں بیس سال سے کم عمر لڑکے اور لڑکیاں اس مرض میں مبتلا تھے۔ ابھی ابھی ایک ڈاکٹر نے 1948 سے اب تک یہ اعداد و شمار کیا ہے اور اس ڈاکٹر کے رپورٹ کے مطابق اٹھارہ اور اُنیس سال سے کم عمر نوجوان لڑکے ایک سو میں چھتیس اور ایک سو میں سوزاک کی بیماری میں مبتلا لڑکیاں اٹھائیس تھی۔ برطانیہ کی مرکزی کونسل کی ڈاکٹر تعلیم اور صحت کے اندازے کے مطابق بیس سال سے کم عمر لوگوں میں یہ امراض خبیثہ اضافے کا شکار ہوا ہے اس سے پہلے اس طرح کے امراض نہیں تھے۔ لندن کی ایک ہسپتال میں بیک وقت اس مرض میں مبتلا لوگوں کی تعداد 490 تھے۔

اور لورپور میں اس مرض میں مبتلا لوگوں کی آدھی تعداد 14 سال سے 21 سال تک کی عمر میں تھے۔

میاں بیوی کے درمیان ناراضگی اور طلاق میں اضافہ

تجربہ ہمیں یہ بات سکھا دیتی ہیں۔ کہ بیوی اور شوہر کے مابین محبت اور ہمدردی اور اچھے زندگی گزارنا اور ایک دوسرے کی فکر کرنا اولاد کے وجود پر بنا ہوتے ہیں کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ شوہر اپنی بیوی سے محبت نہیں کرتا، بلکہ اس سے جُدائی یا دوسرے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب اس عورت کو ایک قابل اور محبوب اولاد دیتا ہے تو اس بچے کی پیدائش سے دونوں میاں بیوی کے درمیان تعلقات مضبوط ہوتے ہیں اسی طرح کئی دفعہ بیوی شوہر سے نفرت کرتا ہے لیکن اُس شوہر سے اولاد پیدا ہوتا ہے تو وہ شوہر اس بچے کی وجہ اپنے بیوی کو پیار ہوتے ہیں، اسی طرح ایک شوہر اپنی بیوی کی نان ونفقہ پر اس وجہ سے مجبور ہوتا ہیں کہ اس کی چھوٹے چھوٹے بچے بچیاں ہوتی ہیں کہ اگر دونوں کے درمیان طلاق واقع ہو جائے تو پھر اس بچیوں کی تربیت کون کریگا۔

اسی طرح کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک بیوی اپنی شوہر سے جدائی اختیار کرتی ہے لیکن جب اپنے چھوٹے چھوٹے بچیوں کو دیکھ کر اس کی تربیت کی فکر میں لگی رہتی ہے۔ تو اس بچوں کی محبت کی وجہ سے وہ اپنے شوہر اور اپنے اپ کو بیوی کے حدود میں رکھتا ہے۔ مختصر یہ کہ شوہر اور بیوی کے درمیان محبت اور تعلق کی بقاء اور دونوں کے درمیان اصلاح میں اولاد کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"وَعَاشِرُوهُنَّ بِٱلۡمَعۡرُوفِۚ فَإِن كَرِهۡتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰٓ أَن تَكۡرَهُواْ شَيۡـٔٗا وَيَجۡعَلَ ٱللَّهُ فِيهِ خَيۡرٗا كَثِيرٗا"[40]

"قال ابن عباس في هذه الآية: هو أن يعطف عليها فيرزق منها ولدا ويكون في ذلك الولد خير كثير"[41].

مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیوی کے ذریعے شوہر کو بچے دی ہے اور والد کے لیے اس بچوں میں بہت خیر کثیر ہوگا۔

جب میاں بیوی کی اولاد نہ ہو۔ تو دونوں کے لیے ایک دوسرے سے جدائی آسان ہوتا ہے۔ تو اگر منصوبہ ضبط تولید پر عمل درآمد ہو جائے۔ تو یہ بات بہت ضروری ہے کہ اس منصوبے کے وجہ سے میاں بیوی پر اثر ہوگا۔ اور خلع اور طلاق کی ضرورت کثرت سے پیدا ہوگا۔ اور یہ صرف وہم گمان نہیں ہے۔ بلکہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جو ممالک

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اس مصیبت میں گرفتار ہوئی ہے۔اور اس تحریک کو عملی جامہ پہنایا گیا۔تو وہاں پر ضرور طلاق اور خلع کی کثرت ہو گی۔حالانکہ طلاق ایک مبغوض ترین چیز ہے اگرچہ مباحات میں سے ہے اور سخت ضرورت کی وجہ سے مشروع ہوا ہے تو پھر جو چیز مبغوض اور وہ کثرت کے ساتھ واقع ہوتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ بھی شرعا مبغوض ہونگے۔

نعم البدل

نسل کشی اور تحدید نسل کی جگہ انسان کو ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔کہ تحدید نسل کی ضرورت ہی نہ رہے۔وہ طریقہ کیا ہے؟

درست اسلامی زندگی

قرآن مجید اور احادیث کا تجربہ اس بات پر شاہد ہے۔کہ احکام الہی کی خلاف ورزی، شعائر اللہ کی بے عزتی، محرمات اور منہیات کا ارتکاب قرآن مجید اور سنت کے پیش کردہ اُصول حیات کی تکذیب اور اس کا تمسخر اُڑانا، ایک انسانی زندگی، انسانی معاشرہ اور ایک ملک کی مملکت زندگی کو پریشانی یا تکلیف میں ڈالتا ہے اور اس وجہ سے وہ ہر قسم کے غضب اور عذاب کے مستحق بن جاتے ہیں۔لوگ بے اطمینانی کا باعث بنتے ہیں۔بھوک وافلاس کے مستحق ہوتے ہیں اور ہر طرف سے دشمن کا خوف و خطرہ ہوتا ہے۔بلکہ ان لوگوں پر دشمن غالب اور خود مغلوبیت کا شکار ہوتے ہیں۔اور اسی طرح ان لوگوں پر کئی طرح کے اور عذاب نازل ہوتے ہیں۔اور جس قوم نے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ کی اطاعت اور تابعداری اختیار کی۔اور قرآن مجید اور حدیث کے اصول اور احکام کو اپنا سر جھکائے۔تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطمینان اور خوشی کی زندگی نصیب ہو گی۔اور ان پر ہر قسم کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی، رزق کی تنگی اور عذاب کا نازل ہونا

قران مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"ظَهَرَ ٱلۡفَسَادُ فِي ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِ بِمَا كَسَبَتۡ أَيۡدِي ٱلنَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعۡضَ ٱلَّذِي عَمِلُواْ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُونَ[42] "

ترجمہ: خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے۔تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چھکائے۔شاید کہ وہ باز آجائے اپنے بُرے اعمال سے

-

"ومعنى قوله تعالى: ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت أيدي الناس أي بان النقص في الزروع والثمار بسبب المعاصي[43]"

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (ظہر الفساد فی البر والبحر) کا معنی یہ ہے کہ خشکی اور سمندر میں خرابی ظاہر ہو گی۔یعنی یہ کہ پھلوں اور فصلوں میں کمی واقع ہوئی بہت لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے۔

وقال أبو العالية: "من عصى الله في الأرض فقد أفسد في الأرض لأن صلاح الأرض والسماء بالطاعة[44]"

ابو العالیہؒ فرماتے ہیں، جس نے زمیں پر گناہ کی۔گویا اس نے فساد کیا زمین پر کیونکہ زمیں کی برکت اور آبادی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بنا پر ہے۔

"ولهذا جاء في الحديث الذي رواه أبو داود ،لحد يقام في الأرض أحب إلى أهلها من أن يمطروا أربعين صباحا"

اور اس وجہ سے کہ جو حدیث ابو دوودؒ نے نقل کی ہے کہ چالیس سال بارش ہونے سے زیادہ فائدہ لوگوں کو نہیں ہو تاہاں اگر فائدہ ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حدود میں ایک حد نافذ کرنے پر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"وَمَنۡ أَعۡرَضَ عَن ذِكۡرِي فَإِنَّ لَهُۥ مَعِيشَةٗ ضَنكٗا وَنَحۡشُرُهُۥ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ أَعۡمَىٰ[45]"

ترجمہ: اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہو گی اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "بندہ گناہ کرنے کی وجہ سے رزق محروم ہوتا ہے"۔

"وقال ابن أبي حاتم: حدثنا أبو سعيد الأشج حدثنا حفص بن غياث عن أشعث عن جهم عن إبراهيم قال: أوحى الله إلى نبي من أنبياء بني إسرائيل: أن قل لقومك: إنه ليس من أهل قرية ولا أهل بيت يكونون على طاعة الله فيتحولون منها إلى معصية الله إلا حول الله عنهم ما يحبون إلى ما يكرهون ثم قال: إن تصديق ذلك في كتاب الله إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم.[46]"

ابن ابی حاتمؒ نے ابراہیمؒ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے کسی ایک نبی کو وحی کیا۔ کہ تم اپنے قوم والوں سے سے کہہ دوں ،۔ کہ کوئی ایک ایسا بندہ معاشرے یا گھر میں موجود ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت میں مشغول تھے۔ اور پھر اس پر ایسا حالت آیا۔ کہ انھوں نے اطاعت کے بجائے گمراہی کا راستہ اختیار کر لیا۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اُن سے وہ تمام نعمتیں چھین لے۔ اور اس کی نعمتوں کو عذابوں اور خوشحالی کو بدحالی میں تبدیلی کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اگر تم اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں چاہتے ہوں۔ پس یہ پڑھو بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں۔

عزل

نسل کشی کے منصوبے کو عوام میں مقبول بنانے کے لیے بعض لوگوں نے اس کی مشروعیت کے لیے کچھ رسالے اور چھوٹے کتابچے لکھ دی۔ اور اس کتابچوں میں بعض عزل کے متعلق وادر شدہ احادیث کو بطور استدلال لیا ہے۔ اور یہ رسالے اس قابل نہیں ہے کہ ایک مسلمان کو دھوکہ دیا جائے۔ اگرچہ وہ دین سے تھوڑا بہت واقف ہوں ۔ لیکن ممکن ہے کہ بعض ضعیف الایمان اور مذہب سے ناآشنا لوگ اس سے گمراہ ہو جائے۔ تو اس وجہ سے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کے دلائل کو پیش کر سکوں۔

عزل کے جواز کے متعلق احادیث

"عن جابر. قال: كنا نعزل والقرآن ينزل ولمسلم كنا نعزل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم. فبلغ ذلك نبي الله صلى الله عليه وسلم. فلم ينهنا.[47]"

حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ہم عزل کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اس وقت قرآن نازل ہو رہا تھا۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم عزل کیا کرتے تھے۔ اور یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی گئ تو رسول اللہ نے ہمیں اس سے منع نہیں فرمایا۔

"عن جابر رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أذن في العزل[48]"

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے عزل کی اجازت دی تھی۔

"عن جابر أن رجلا أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إن لي جارية هي خادمنا وسانيتنا. وأنا أطوف عليها وأنا أكره أن تحمل". فقال:"اعزل عنها إن شئت. فإنه سيأتيها ما قدر لها"[49]

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اور فرمایا کہ میرے پاس ایک باندی تھی۔ وہ ہماری خدمت کرتے ہیں۔ اور کھجور کے باغ کو پانی دے رہی تھی۔ اور میں اس کے ساتھ ہمبستری کرتا تھا۔ لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ حاملہ ہو جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم چاہو تو اس سے عزل کر لو، کیونکہ جو کچھ اس کے لیے مقدر ہے، وہ اسے ضرور پہنچ کر رہے گا۔

عن أبي سعيد قال: "أصبنا سبايا في سبي بني المصطلق فأردنا أن نستمتع وأن لا يلدن فسألنا عن ذلك رسول اللَّه صلى الله عليه وسلم فقال: لا عليكم أن لا تفعلوا فإن اللَّه قد كتب ما هو خالق إلى يوم القيامة"[50]

حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بنو المصطلق میں نکلے اور ہمیں قیدی (لونڈیاں) حاصل ہوئی تو ہمیں عورتوں سے ہمبستری کی حاجت محسوس ہوئی، مگر ہم عزل (منی باہر نکالنے) کا ارادہ رکھتے تھے۔ تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو رسول اللہ فرمایا: تم جو بھی کرنا چاہو کرو لیکن جو روح اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنا ہے وہ ضرور پیدا ہو گی قیامت تک۔

"و في رواية أو أنكم لتفعلون - قالها ثلاث - ما من نسمة كائنة إلى يوم القيامة إلا وهي كائنة.[51]"

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ اس طرح فرمایا کہ تم لوگ عزل کرنا چاہتے ہوں۔ اور نہیں ہے کوئی نفس مگر یہ کہ اس کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گیا ہو وہ ضرور پیدا ہو گا۔ یعنی عزل اس کی مدافعت نہیں کر سکتا۔

"وفي روايت الترمذي لا يفعل ذاك أحدكم قالا في حديثهما: فإنها ليست نفس مخلوقة إلا الله خالقها"[52]

ترمذی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس طرح فرمادیا۔ کہ تم لوگ کیوں عزل کرتے ہو (یعنی مت کروں) کیونکہ کوئی نفس جس کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو وہ ضرور پیدا ہو گا۔

"أن أسامة بن زيد أخبر والده سعد بن مالك قال: فقال له: إن رجلا جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: إني أعزل عن امرأتي". قال: " لم " قال: شفقا على ولدها - أو على أولادها - فقال: " إن كان لذلك فلا ما ضار ذلك فارس ولا الروم "[53]

اسامہ ابن زیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور فرمایا کہ میں اپنے بیوی کے ساتھ عزل کرنا چاہتا ہو پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں عزل کرتے ہو تو اس آدمی نے کہا کہ میں اپنے بچے کی وجہ سے ڈرتا ہوں (یعنی ایسا نہ ہو کہ حاملہ ہونے کی وجہ سے بچے کی صحت خراب نہ ہو جائے) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر عورتوں کے ساتھ جنسی تعلق دودھ پلانے کی مدت میں ضرر دیتے تو روم اور فارس کے لوگ ضرور اپنے بچوں کو یہ ضرر اور تکلیف دیتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ (یعنی عزل نہ کروں اس خوف کی وہ سے کہ بچے کو نقصان ہو گا اس طرح نہیں ہوتا)

عزل کی ممنوعیت کے بارے میں آثار وارده

"عن عبد الله بن عمر أنه: كان لا يعزل وكان يكره العزل"[54]

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے رروایت ہے کہ وہ عزل نہیں کرتے تھے۔

"وقال ابن المنذر حدثنا علي حدثنا حجاج حدثنا حماد عن عبيد الله عن نافع أن ابن عمر كان لا يعزل وقال: لو علمت أحدا من ولدي يعزل لنكلته"[55]

عبد اللہ ابن عمرؓ سے اس طرح بھی روایت منقول ہیں۔ کہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ میرے بیٹوں میں سے کسی نے عزل کی ہے۔ تو میں اس کو سخت سزا دوں گا۔

"وروي عنه انه قال ضرب عمر على العزل بعض بنيه"[56]

عبد اللہ ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے عزل کی وجہ سے (عزل کرنے پر) بعض بیٹوں کو مارا تھا۔

"وروي سعيد بن منصور عن ابن المسيب أن عمر و عثمان ينكران العزل"[57]

ابن المسیب فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں عزل کو ناپسند کرتے تھے۔

"وقال ابو امامة ما كنت ارى مسلما يفعله"[58]

ابو اُمامہؓ فرماتے ہیں کہ میں یہ گمان نہیں کرتا۔ کہ ایک مسلمان شخص عزل کرے گا۔

"وعندابي عوانة أن عليا كان يكرهه"[59]

ابو عوانہؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ عزل کو ناپسند کرتے تھے۔

"قال الحافظ ابن قيم وقد فهم الحسن البصريُّ النَّهي من حديث أبي سعيدٍ الخدريّ لمَّا ذُكِر العزلُ عند رسولِ الله صلى الله عليه وسلم قال: لا عليكم أن لا تفعلوا ذاكم فإنَّما هو القَدَر . قال ابن عون: فحدَّثتُ به الحسنَ فقال: فوالله لكأنَّ هذا زجرٌ.قالوا: ولأنَّ فيه قطع النَّسل المطلوب من النِّكاح وسوء العشرة وقطع اللَّذَّة عند استدعاء الطَّبيعة لها.قالوا: ولهذا كان ابن عمر لا يعزل وقال: لو علمتُ أنَّ أحدًا من ولدي يعزل لنكَّلتُه.وكان عليٌّ يكره العزلَ ذَكَره شعبة عن عاصم عن زرٍّ عنه. وصحَّ عن ابن مسعودٍ أنَّه قال في العزل: هي الموءودة الصُّغرى"[60]

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں، کہ حسن بصریؒ نے حضرت ابو سعید الخدری سے عزل کی ممنوعیت کے بارے میں احادیث نقل کی ہے، ابن عوانہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حسن بصری کو بیان کی۔ تو اس نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ حدیث عزل کی زجر و توبیخ پر ہے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ زجر و توبیخ اس وجہ سے ہے کہ عزل کی وجہ قطع نسل ہوتا ہے اور نکاح کا مقصد تو نسل انسانی کی زیادتی ہیں۔ اور اسی طرح عزل میں اپنے بیوی کے ساتھ بد سلوکی ہوتی ہے۔ کیونکہ جب عورت (بیوی) کی شہوت بڑھ جاتی ہے۔ تو شوہر سے لذت حاصل ہونے کے بجائے اسے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تو اس وجہ سے عبد اللہ ابن عمرؓ خود عزل نہیں کیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ اگر مجھے معلوہوا کہ میرے بیٹوں میں سے کسی نے عزل کیا۔ تو میں اس کو سخت سزا دوں گا۔

خلاصہ یہ کہ عزل کے باب میں چار مذاہب ہے بعض علماء عزل کو مطلق جائز کہتے ہیں۔ بعض مطلق حرام کہتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بیوی کے اجازت سے جائز ہے اور بغیر اجازت کے ناجائز ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اپنے باندی کے ساتھ عزل جائز ہے۔ اور بیوی کے ساتھ ناجائز ہے۔ اب یہ تمام مرفوعہ احادیث اور آثار و اقوال عزل کے باب میں ہے۔[61]

حکومت پاکستان بھی خاندانی منصوبہ بندی کے اقدامات کے بارے میں فکر مند ہے۔ اس سال 27-2026 کے بجٹ کے کاپی کے صفحہ نمبر 40 میں خاندانی منصوبہ بندی کے اقدامات کے تحت لکھتے ہیں کہ: "اس سے متعلق دوسرا اقدم Contraceptives پر ٹیکس کے خاتمے کے حوالے ہے۔ پاکستان آبادی کے اعتبار سے دنیا کا پانچواں بڑا

ملک ہے۔ آبادی میں اضافہ کی رفتار تشویشناک ہے۔ اور خاندانی منصوبہ بندی حکومت کی اولین ترجیح ہے اس لیے ہم Contraceptives پر عائد ٹیکس مکمل طور پر ختم کر رہے ہیں"۔

احادیث میں عزل اور اس کے آثار وادر ہونے کی وجہ سے باب عزل میں جواز کے طور پر مانع حمل منصوبہ بندی کو ثابت کرنا بالکل غلط ہے۔ بلکہ یہ در حقیقت معنوں میں تحریف ہے۔ کیونکہ احادیث میں اس کے بہت سے دوسرے اسباب بیان کئے گئے ہیں۔

فقہاء بعض وجوہات کی بناء پر انفرادی طور پر عزل کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن مجموعی طور پر خاندانی منصوبہ بندی کی تحریک چلانا اللہ تعالیٰ کے قانون کے خلاف ہے اور عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

خلاصۂ بحث

اس تحقیق "قرآن وحدیث کی روشنی میں تحدید نسل اور اسلام" کے موضوع کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا۔ اس تحقیق کے دوران قرآن مجید کی آیات، احادیث نبویہ ﷺ، آثارِ صحابہؓ، اقوالِ مفسرین وفقہاء اور معاصر علمی مباحث کا جائزہ لینے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوئی کہ اسلام انسانی زندگی کو محض مادی اور معاشی زاویے سے نہیں دیکھتا بلکہ اسے ایک ہمہ گیر اور متوازن نظامِ حیات کے طور پر پیش کرتا ہے جس کی بنیاد توحید، توکل علی اللہ، حفظِ نسل، حفظِ دین اور انسانی فلاح پر قائم ہے۔

تحقیق سے معلوم ہوا کہ اسلام اولاد کو بوجھ، مصیبت یا معاشی پریشانی کا سبب قرار نہیں دیتا بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت، رحمت اور امانت شمار کرتا ہے۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر واضح فرمایا ہے کہ تمام مخلوقات کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور انسان کو رزق کے خوف یا معاشی اندیشوں کی بنا پر اولاد سے محرومی اختیار کرنے کا حق حاصل نہیں۔ اسی طرح جاہلیت کے دور میں فقر وفاقہ کے خوف سے اولاد کو قتل کرنے کی جو روش پائی جاتی تھی، قرآن کریم نے اسے سختی کے ساتھ ممنوع قرار دیا اور رزق کی ذمہ داری اپنی ذاتِ اقدس پر لی۔

اس تحقیق میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ نکاح کے بنیادی مقاصد میں عفت وپاکدامنی کے ساتھ ساتھ بقاءِ نسل اور افزائشِ نسل بھی شامل ہے۔ متعدد احادیثِ نبویہ ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں سے نکاح کی ترغیب دی جو محبت کرنے والی اور زیادہ اولاد پیدا کرنے والی ہوں، اور آپ ﷺ نے قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر فخر فرمانے کا اظہار بھی فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام انسانی نسل کی بقاء اور امتِ مسلمہ کی کثرت کو پسند کرتا ہے۔

تحقیق کے دوران عزل سے متعلق احادیث کا بھی تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ بعض مخصوص حالات میں عزل کی اجازت دی گئی، تاہم یہ اجازت مطلق اور دائمی تحدیدِ نسل کے جواز کی دلیل نہیں بنتی۔ عزل ایک عارضی اور انفرادی تدبیر تھی جبکہ جدید خاندانی منصوبہ بندی کی بعض تحریکیں مستقل طور پر شرحِ پیدائش میں کمی اور آبادی کی تحدید کو اپنا ہدف بناتی ہیں۔ اس لیے دونوں کو ایک قرار دینا علمی اور فقہی اعتبار سے درست نہیں۔

مزید یہ بات بھی سامنے آئی کہ اسلام انسانی معاشرے میں اخلاقی پاکیزگی، عفت، حیا، نکاح کے فروغ اور خاندانی استحکام کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ اگر معاشرہ دینی تعلیمات سے دور ہو جائے، بے حیائی اور فحاشی عام ہو جائے اور خاندانی نظام کمزور پڑ جائے تو اس کے نتیجے میں مختلف سماجی اور اخلاقی مسائل جنم لیتے ہیں۔ اسلام ان تمام خرابیوں کا علاج دینی تربیت، تقویٰ، حیا، نکاح اور اسلامی تعلیمات کی پابندی میں دیکھتا ہے۔

اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اسلام افزائشِ نسل کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور اولاد کو اللہ تعالیٰ کی نعمت قرار دیتا ہے۔ اسلام کا مزاج یہ ہے کہ مسلمان رزق، تربیت اور مستقبل کے معاملات میں اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد رکھے اور شریعت کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنی زندگی بسر کرے۔ البتہ اگر کسی مخصوص طبی، جسمانی یا شرعی عذر کی بنا پر وقتی اور عارضی تدابیر اختیار کی جائیں تو ان کی حیثیت الگ فقہی بحث ہے، جسے دائمی تحدیدِ نسل کے عمومی نظریے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات انسان کو اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر یقین، نکاح کے فروغ، اولاد کی قدر ومنزلت، خاندانی استحکام اور شریعتِ مطہرہ کی پیروی کی دعوت دیتی ہیں۔ یہی وہ اصول ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ایک صالح، مضبوط اور متوازن اسلامی معاشرہ وجود میں آسکتا ہے جو دنیا وآخرت دونوں کی کامیابی کا ضامن ہے

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

حوالہ جات:

1 رباطی نقیب احمد، تحدید نسل اور اسلام، مدرسہ اشاعۃ التوحید و السنۃ خال دیر،1388ھ، ص7
2 رباطی نقیب احمد، تحدید نسل اور اسلام، مدرسہ اشاعۃ التوحید و السنۃ خال دیر،1388ھ، ص8
3 سورۃ النساء آیت 1
4 البقرہ : 21
5 البقرہ 29
6 انعام: 14
7 ھود: 6
8 یونس:31
9 الزخرف :32
10 الشوری :12
11 الرعد: 26
12 الذاریات :56 - 58
13 طہ :132
14 بقرہ: 39
15 انعام: 165
16 کہف: 7
17 اسراء: 31
18 أبو عبد الله محمد الملقب بفخر الدين الرازي ، التفسير الكبير 331/30 الناشر: دار إحياء التراث العربي،الطبعة الثالثة - 1420 هـ
19 عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقي، تفسير ابن كثير 66/5الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، 1419 هـ
20 أبو الفضل شهاب الدين السيد محمود الألوسي، تفسير الألوسي روح المعاني،الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى،65/8
21 محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني، فتح القدير للشوكاني،الناشر: دار ابن كثير، الطبعة: الأولى265/3
22 محمد جمال الدين بن محمد سعيد بن قاسم، تفسير القاسمي محاسن التأويل،الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى،458/6
23 البقرہ: 223
24 أبو عبد الله محمد الملقب بفخر الدين الرازي ، التفسير الكبير 424/6 الناشر: دار إحياء التراث العربي،الطبعة الثالثة - 1420 هـ
25 شوری: 11
26 البقرہ: 178
27 أبو عبد الله محمد الملقب بفخر الدين الرازي ، التفسير الكبير 272/5 الناشر: دار إحياء التراث العربي،الطبعة الثالثة - 1420 هـ
28 محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني، فتح القدير للشوكاني،الناشر: دار ابن كثير، الطبعة: الأولى214/1
29 أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري،الناشر: دار ابن كثير، الطبعة: الخامسة رقم الحديث 4782
30 أبو داود، سليمان بن الأشعث،أبو داود، سليمان بن الأشعث،الالناشربعة الأنصارية بدهلي 1323 ،رقم الحديث:2050
31 ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني،سنن ابن ماجه،إحياء الكتب العربية رقم الحدث:1863
32 الإمام أحمد بن حنبل،مسند الإمام أحمد،الطبعة: الأولى،مؤسسة الرسالة رقم الحديث:12613
33 أبو حامد محمد بن محمد الغزالي، إحياء علوم الدين، دار المعرفة32/2
34 أبو حامد محمد بن محمد الغزالي، إحياء علوم الدين، دار المعرفة32/2
35 رباطی نقیب احمد، تحدید نسل اور اسلام، مدرسہ اشاعۃ التوحید و السنۃ خال دیر،1388ھ، ص49
36 الإسرا :32
37 أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، مسند الإمام الدارمي، الطبعة: الأولى،رقم الحديث 2114

38 ايضاً رقم الحديث 2319
39 أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي، سنن الترمذي، الناشر: دار الغرب الإسلامي، الطبعة: الأولى، رقم الحديث 1171
40 النساء :19
41 عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقي، تفسير ابن كثير212/2الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، 1419
42 الروم: 41
43 عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقي، تفسير ابن كثير287/6الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، 1419
44 عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقي، تفسير ابن كثير287/6الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، 1419
45 طٰہٰ: 124
46 عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقي، تفسير ابن كثير377/4، الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، 1419
47 أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري، صحيح مسلم، الناشر: دار إحياء التراث العربي، عام النشر: 1374،رقم الحديث:1440
48 أبو جعفر أحمد بن محمد، شرح معاني الآثار،الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى،رقم الحديث: 4367
49 أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري، صحيح مسلم، الناشر: دار إحياء التراث العربي، عام النشر: 1374،رقم الحديث:1439
50 أبو عبد الله محمّد بن أحمد، المهذب في اختصار السنن الكبير،الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: الأولى رقم الحديث: 14247
51 أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، الناشر:دار ابن كثير، الطبعة: الخامسة رقم الحديث: 4912
52 محمد بن عيسى بن سَوْرة، سنن الترمذي،الناشر: مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية،رقم الحديث: 1138
53 الإمام أحمد بن حنبل، مسند أحمد،الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى ،رقم الحديث: 21770
54 مالك بن أنس، موطأ مالك،الناشر: دار إحياء التراث العربي، عام النشر: 1406 ج:2 ص:595
55 محمد بن مبارك حکیم، العتیق مصنف جامع لفتاوی،ج:22،ص:235
56 أبو محمد، علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي، المحلى بالآثار، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، سنة 1408،ج9،ص224
57 أبو محمد، علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي، المحلى بالآثار، ج9،ص224
58 أبو محمد، علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي، المحلى بالآثار، ج9،ص224
59 أبو محمد، علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي، المحلى بالآثار، ج9،ص224
60 أبو عبد الله محمد بن أبي بكر، زاد المعاد في هدي خير العباد،الناشر: دار عطاءات العلم، الطبعة: الثالثة،ج:5ص:199
61 رباطی نقیب احمد، تحدید نسل اور اسلام، مدرسہ اشاعۃ التوحید و السنۃ خال دیر،1388ھ، ص96